مقالات

آدابِ دُعاء

تالیف: فضیلۃ الشیخ عبداللہ الخضری حفظہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ: مولانا سعید مجتبیٰ السّعیدی

فضیلۃ الشیخ عبداللہ الخضری نے عربی زبان میں دعاء کے موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے، جسے الدار السلفیۃ کویت نے شائع کیا ہے — افادۂ عام کی غرض سے حضرت مولانا سعید مجتبیٰ السّعیدی نے اسے اردو قالب میں ڈھالا ہے۔ امید ہے قارئینِ محدّث اس سلسلہ کو پسند فرمائیں گے۔
(ادارہ)

جب انسان کے تمام دنیوی اسباب منقطع ہو جائیں، جب انسان کے سارے حیلے عاجز رہ جائیں، جب انسان کے تمام مادی وسائل بے حقیقت ہو جائیں تو وہ اطمینان، راحت، سکون اور امن کی تلاش میں براہِ راست اپنے خالق اور باری تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، تاکہ جو چیز وہ انسانوں سے نہیں پا سکا، اپنے خالقِ حقیقی سے حاصل کر لے۔ چنانچہ اس کی مراد کیوں پوری نہ ہوگی جبکہ وہ ایک ایسی عظیم ذات کی طرف لپکا ہے جو سب کا پروردگار، تمام بادشاہوں کا بادشاہ، سب سے بے نیاز اور تمام تعریفوں کا مستحق ہے۔ یہی عظیم روحانی عبادت

دُعاء

کہلاتی ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے پروردگار کی عظمت کو محسوس کرتا ہے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی بجا ہے کہ "اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ" یعنی "دُعا ہی عبادت ہے" اس لیے کہ اس میں اللہ کی مکمل طاعت، اور انسان کا

اپنی عبودیت کا کامل اعتراف ہوتا ہے۔ اس اعتراف کا اظہار یوں ہوتا ہے کہ انسان انتہائی خشوع و خضوع اور عاجزی کے ساتھ، اللہ کی اطاعت گزارتے ہوئے اور اس کے انعامات کی امید میں اس سے حسن ظن رکھتے ہوئے، اس کی طرف ہاتھ اٹھا کر، اسی کے سامنے گڑگڑا کر اس آیتِ قرآنی کا مصداق بنتا ہے:

"وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ط أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ" (البقرة: ۱۸۶)

کہ "(اے نبیؐ) جب میرے بندے آپؐ سے میرے بارے میں سوال کریں تو (انہیں بتا دیجئے کہ) میں قریب ہوں۔ جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعاء قبول فرماتا ہوں۔ تو ان کو چاہیے کہ میرے احکام کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ تاکہ نیک رستہ پائیں۔"

لفظِ دعاء کے مختلف معانی

قرآنِ کریم میں دعاء کا لفظ متعدد معانی کے لیے استعمال ہوا ہے ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ دعاء بمعنی عبادت:

جیسا کہ ارشاد ہے:

"وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ۔ الآية" (یونس: ۱۰۶)

"آپ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، جو آپ کو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔"

۲۔ دعاء بمعنی مدد طلب کرنا:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ۔ الآية!" (البقرة: ۲۳)

"تم اللہ کے سوا اپنے مددگاروں کو بلا لو. . . . . !"

۳- دعاء بمعنی سوال کرنا:

جیسا کہ فرمایا:

"اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۔" (غافر: ۶۰)

"تم مجھ سے مانگو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔"

۴- دعاء، بمعنی بلانا:

جیسے فرمایا:

"یَوْمَ یَدْعُوْكُمْ ۔ الآیۃ!" (الاسراء: ۵۲)

"جس دن اللہ تمہیں بلائے گا ......!"

۵- دُعاء، بمعنی تعریف وثناء:

جیسا کہ فرمایا:

"قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۔ الآیۃ!" (الاسراء: ۱۱۰)

"کہہ دیجئے اللہ کی تعریف کرو یا رحمٰن کی (برابر ہے ۔ یعنی وہی اللہ ہے اور وہی رحمٰن بھی!)"

۶- دعاء، بمعنی قول:

جیسے کہ ارشاد ہے:

"دَعْوٰىهُمْ فِیْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ ۔ الآیۃ!" (یونس: ۱۰)

"(جنتی جنت میں) کہیں گے" سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ " (یا اللہ تو پاک اور منزہ ہے")!

دُعاء کا شرعی معنیٰ

اپنے سوال صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرنا اور اس کے ہاں بندوں کے لیے جو نیکیاں اور بھلائیاں ہیں، ان کا شوق رکھنا اور اپنی حاجات و ضروریات کے حصول کے لئے اللہ ہی کے سامنے گڑگڑانا ۔ یہ ہے دُعا کا شرعی مفہوم اور معنیٰ!

کیا دُعا عبادت ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ

إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِىْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ؎
(غافر: ۶۰)

"تمہارے رب کا ارشاد ہے کہ، تم مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا اور جو لوگ مجھے پکارنے سے تکبر کرتے ہیں، وہ عنقریب رسوا ہو کر جہنم رسید ہوں گے۔"

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ رب العزت ہمیں دُعاء اور سوال کرنے کی ترغیب دلا رہے ہیں۔ نیز بتلایا ہے کہ جو لوگ اللہ سے دُعاء و سوال نہیں کرتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے عبادت سے اعراض کرنے والے قرار دیا ہے۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ دُعاء ایک عبادت ہے اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی صراحت فرمادی ہے:

"عَنْ نُعْمَانَ بْنِ بَشِيْرٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ "وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِىْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِىْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ[1]"

"حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ: دُعا ہی اصل عبادت ہے اس کے بعد آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِىْٓ ...... الخ!

کہ "تیرے رب نے فرمایا: تم مجھے پکارو، میں تمہاری دُعا کو قبول کروں گا۔ جو لوگ مجھے پکارنے سے تکبر کرتے ہیں۔ وہ عنقریب رسوا ہو کر جہنم رسید ہوں گے۔"

پس معلوم ہوا کہ دُعاء صرف عبادت ہی نہیں، بلکہ بڑی عبادتوں میں سے ایک ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ایک شاندار ذریعہ بھی!

دُعا کی فضیلت اور فائدہ: دُعاء اللہ کے نزدیک ایک بڑی اہم عبادت

---

[1] ترمذی ۹/۳۱۱۔ ابوداؤد حدیث ۱۴۶۶۔ ابن ماجہ ۳۸۲۸

ہے۔ حدیث میں ہے :

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللهِ مِنَ الدُّعَاءِ"

(ترمذی ۹/۳۰۹، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۸۲۹، مسند احمد ۲/۳۶۲)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے ہاں دعار سے بڑھ کر کوئی عمل افضل نہیں!"

اس لئے کہ اس میں انسان اپنی محتاجی، عاجزی اور کمزوری کے ساتھ ساتھ اپنے اللہ کی بے انتہار قوت و قدرت کا اعتراف اور اقرار کرتا ہے۔

جیسا کہ ایک صحیح حدیث کے حوالہ سے پہلے گزر چکا ہے کہ "دُعار ہی عبادت ہے" تو دُعار کرنے والا اجر و ثواب کا مستحق ہے، خواہ اس کی دُعار قبول نہ بھی ہو۔

ایک اعتراض اور اُس کا جواب : سوال کیا جا سکتا ہے کہ دُعار کرنے سے کیا فائدہ ؟ کیونکہ جس چیز کا سوال کیا جائے، اگر وہ دُعار کرنے والے کے لئے مقدر کی جا چکی ہے تو اسے مل ہی جائے گی، دُعار کرے یا نہ کرے۔ اور اگر مقدر نہیں تو ہرگز نہیں مل سکتی، خواہ وہ دعار کرے یا نہ کرے۔

جواب :

اس اعتراض کا جواب امام ابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ یوں دیتے ہیں کہ:

"اس اعتراض کو اگر صحیح قرار دے لیا جائے تو دنیا کے تمام اسباب معطل اور بے کار متصور ہوں گے۔ کیونکہ اگر کہا جائے، بھوک پیاس سے سیرابی کسی کے مقدر میں ہے تو وہ واقع ہو کر رہے گی، خواہ کوئی کھائے یا نہ۔ اور اگر اس کے مقدر میں نہیں تو قطعاً یہ حاصل نہ ہو گی، وہ کھائے یا نہ!

اسی طرح اگر کہا جائے کہ بیٹا کسی کے مقدر میں ہے تو وہ ہو کر رہے گا، خواہ وہ بیوی یا لونڈی سے خلوت کرے یا نہ۔ اور اگر مقدر میں نہیں تو نکاح کرنے اور لونڈی رکھنے کی ضرورت نہیں۔"

علیٰ ھذا القیاس اور بھی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں، چنانچہ کوئی عقل مند

ایسی بات نہیں کر سکتا۔" (الجواب الکافی، ص ۱۳)

اب بات قضا و قدر کی آگئی ہے، تو ہم اس بارہ میں مفصل گفتگو کریں گے۔

دُعا اور تقدیر:

اس سلسلہ میں صحیح مذہب یہ ہے کہ اعتقاد رکھنا چاہیئے، تمام اشیاء کا وقوع اسباب کے وقوع پر منحصر ہے۔ یوں سمجھیں کہ بیج کا اگنا مقدر ہے، مگر اس کے اگنے کے لئے پانی دینا اور حفاظت کرنا وغیرہ اسباب لازمی ہیں۔ اس کی مزید وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے:

"عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ وَلَا یَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیُحْرَمُ الرِّزْقَ بِخَطِیْئَۃٍ یَعْمَلُھَا۔" (ابن ماجہ حدیث نمبر ۹۰، مسند احمد، ص ۲۷۷ ج ۵)

"حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "نیکی کے علاوہ کوئی دوسری چیز عمر میں اضافہ نہیں کرتی اور دعاء کے علاوہ کوئی دوسری چیز تقدیر کو لوٹا نہیں سکتی اور بیشک انسان کسی غلطی، گناہ کی پاداش میں رزق سے محروم کردیا جاتا ہے۔"

یعنی نیک عمل عمر میں زیادتی کا سبب ہوتا ہے۔ جب سبب موجود ہو تو مسبب بھی واقع ہو جاتا ہے اور یہ سب کچھ اللہ کے ہاں پہلے سے مقدّر ہے۔ رہا یہ سوال کہ جو چیز تقدیر میں لکھی جا چکی ہے، اسے دُعا کیسے رَد کر سکتی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کا بیماری میں مبتلا ہونا اللہ تعالیٰ نے مقدر کر رکھا ہے، اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی مقدر کر رکھا ہے کہ یہ انسان جب دُعا کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس مرض سے اسے شفایاب کردے گا۔ اسی طرح رزق کا معاملہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سے اپنے ازلی علم کی بنا پر یہ مقدر کر رکھا ہے کہ یہ شخص فلاں جرم کا ارتکاب کرے گا تو اسے رزق سے محروم کر دیا جائے گا۔ اس بارے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں:

"عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنْ یَّنْفَعَ حَذَرٌ مِّنْ قَدَرٍ وَلٰکِنَّ

الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ بِالدُّعَاءِ عِبَادَ اللهِ۔ (مسند احمد ۵/۲۳۴)

"حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا: "کوئی بھی احتیاط اور پرہیز تقدیر سے نہیں بچا سکتی، لیکن دعا، نازل شدہ اور آئندہ نازل ہونے والے مصائب و تکالیف سے نفع اور فائدہ پہنچاتی ہے۔ پس اے بندگانِ خدا دعا ضرور کیا کرو۔"

اسی طرح ایک اور حدیث ہے:

"عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ" (ترمذی)

"حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تقدیر کو سوائے دعا کے کوئی چیز رد نہیں کر سکتی اور عمر میں سوائے نیکی کے کوئی چیز اضافہ نہیں کر سکتی۔"

اس کی تائید میں ترمذی کی ایک دوسری روایت ہے: (ترمذی ۱۰/۳۴)

"مَا عَلَى الْأَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُوا اللهَ تَعَالَى بِدَعْوَةٍ إِلَّا آتَاهُ إِيَّاهَا أَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا مَا لَمْ يَدْعُ بِمَأْثَمٍ أَوْ قَطِيْعَةِ"

"آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "روئے زمین پر کوئی بھی مسلمان اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اسے وہی مطلوبہ چیز عطا فرما دیتے ہیں، یا اتنا ہی شر دور فرما دیتے ہیں بشرطیکہ وہ گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔"

اس سے دعا کا فائدہ معلوم ہوا، کہ چونکہ یہ عبادت ہے، لہٰذا دعا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے۔ نیز یہ دعاء بُری تقدیر کو رد کرنے اور مطلوبہ نیکیوں اور بھلائیوں کو جلد لانے میں مفید اور مؤثر ہے ——— اس موقع پر حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

"دعا کا فائدہ یہ بھی ہے کہ اللہ کے حکم پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے دعا کرنے والا اجر و ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ یہ شخص جو دعا کر رہا ہے، اس کا حصول دعا پر موقوف ہو۔ کیونکہ اسباب و مسببات کا خالق تو اللہ ہی ہے۔" (فتح)

(جاری ہے)